فراز حامدی کے اردو دوہے

خورشید اقبال

اردو زبان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے ڈھیر ساری زبانوں کی خوبیاں اپنے اندر سمیٹ لی ہیں، جو اپنے آپ میں ایک بڑی بات ہے۔اردو کی اس کشادہ دلی نے ہی اسے مقبولیت کی انتہا کو پہنچا دیا ہے۔آج بھی نت نئے تجربات کے ساتھ اس زبان میں تصنیف و تالیف کا کام زور شور سے جاری ہے۔کسی دوسری زبان کی ایک صنف کو اپنی زبان میں ڈھال کر اس کو قبول عام کے درجے تک پہونچانا ایک اہم کام ہے۔غزل کو کبھی ہم نے فارسی زبان سے مستعار لیا تھا لیکن آج ''اردو غزل'' کے سامنے ''فارسی غزل'' کا حسن پھیکا پڑ گیا ہے۔اردو نے پنجابی زبان سے ماہیا لیا اور اسے مقبولیت کی انتہا تک پہونچا دیا۔یونہی ہائیکو، ترائیلے، سانیٹ، رینگا، سین ریو اور دوسری کئی اصناف بھی دوسری زبانوں سے اردو ادب میں شامل ہوئے اور مشہور ہوئے۔

''دوہا'' ہندی شاعری کی مقبول ترین صنف ہے جس کی پرورش میں امیر خسرو، کبیر داس، تلسی داس، رحیم خان خاناں اور رس خان نے بہت اہم کردار ادا کئے ہیں۔دوہے کی تعریف بیان کرتے ہوئے خود ڈاکٹر فراز حامدی کہتے ہیں:

تیرہ گیارہ ماترا، بیچ بیچ وشرام دومصرعوں کی شاعری دوہا جس کا نام

اردو زبان نے اس صنف کو نہ صرف اپنایا بلکہ اس صنف میں جو اختراعی تجربے کئے اس سے دوہے کے رنگ و روپ میں ایک انوکھا نکھار آیا ہے۔یہ الگ بات ہے کہ ''دوہا'' جہاں ہندی شعراء کے ہاں درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے وہاں اردو ادب میں اس کو اتنی مقبولیت نہ مل سکی۔شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ اردو میں پہلے سے ہی غزل موجود تھی۔غزل کا کینوا س اتنا وسیع ہے کہ اس میں ساری دنیا سما سکتی ہے جب کہ دوہا اپنے لہجے کی یکسانیت اور عارفانہ رنگ کی وجہ سے بہت محدود اسکوپ رکھتا ہے۔لیکن اس کے باوجود ''دوہا'' اردو شاعری کے پیش منظر سے کبھی بھی مکمل طور سے غائب نہیں رہا۔بابا فرید گنج شکر سے لیکر فراز حامدی تک اردو دوہے نے ایک طویل سفر طے کیا ہے۔بے شمار لوگوں نے دوہے کو اپنے جذبات کے اظہار کا وسیلہ بنایا۔دوہے کے اس طویل سفر کے دوران اس میں نت نئے تجربات ہوتے رہے ہیں لیکن اس کے باوجود دوہا ہمیشہ ہندی زبان اور ہندوستانی کلچر سے جڑا رہا اور اس میں ہندوستانی تہذیب و ثقافت کے تمام رنگ و روپ آج بھی نمایاں ہیں۔

اردو شاعری میں ڈاکٹر فراز حامدی کی اپنی انفرادیت ہے۔اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی شاعری میں نئے نئے تجربے کرتے رہتے ہیں۔انہوں نے مختلف اصناف سخن کو اپنایا لیکن دوہا اور گیت ہمیشہ ان کے پسندیدہ اصناف رہے۔بقول ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی ''فراز حامدی کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ دوہے کی ہیئت یا فارم کے دائرے میں اسے زندگی کا حصہ بناتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کی فنکاری اور گہری معنویت متوجہ کرتی ہے اور دیگر شعراء نے ان کے تجربے کی تقلید بھی کی ہے۔'' جناب علیم صبا نویدی نے ''اردو شاعری میں نئے تجربے'' کے عنوان سے جو کتاب لکھی ہے اس میں انہوں نے ڈاکٹر فراز حامدی کے خالص اردو دوہے کا ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس نئے تجربے کے پنپنے کے کافی امکانات ہیں۔

ڈاکٹر فراز حامدی نے ابتداء سے ہی دوہے میں عربی اور فارسی کے الفاظ کا استعمال کرنا ضروری سمجھا تا کہ اردو اور ہندی دوہے میں فرق واضح ہو سکے اور یہی چیز ان کی انفرادیت کو مسلم کرتی ہے۔ملاحظہ ہو:

www.khurshideqbal.com

آئینے کی سطح پر اشکوں کی سوغات — پانی میں ہونے لگی تاروں کی برسات
بچپن بوڑھا ہوگیا، ارماں رہے جوان — امیدوں کے زاویے بھرتے رہے اڑان
بند ہوا میں بھی کبھی بج اٹھتا ہے ساز — خاموشی بھی کھول کر رکھ دیتی ہے راز
ایک تو عصمت لٹ گئی اس پر کئی سوال — مصنف کو درکار ہے آنکھوں دیکھا حال
تیری میری کوششیں ہوئی تھیں ناکام — پانی پر لکھتے رہے اپنا پنا نام
افسانے میں چند لفظ ایسے بھی آجائیں — آنے والے دور کا دیباچہ کہلائیں

زبان کے علاوہ انہوں نے دوہوں کی ہیئت میں بھی کئی قابل قدر تجربے کئے مثلاً انہوں نے حمدیہ دوہے، نعتیہ دوہے، مردف دوہے، دوہا گیت، دوہا مثلث، دوہا ترائلے، دوہا قطعات، دوہا دوبیتی، دوہا چاربیتی، دوہا سانیٹ، دوہا نظم، دوہا معریٰ اور دوہا غزل وغیرہ کہے اور بہت کامیاب رہے۔ان کی تخلیقات ''ہسار جرنل''(بھاگل پور)، ''توازن''(مالیگاؤں)، ''ترسیل''(ممبئی)، ''زاویہ''(سویڈن)، ''راوی''(لندن)، ''اردو دنیا''(جرمنی)، ''پرواز''(لندن)، ''آئینہ''(لندن)، ''سفیر اردو''(لندن) اور دوسرے کئی موقر جرائد میں گزشتہ کئی برسوں سے تواتر کے ساتھ شائع ہوتے رہے ہیں۔چند تجرباتی دوہے مندرجہ ذیل ہیں::

اقرأ سے والناس تک الہام و احکام — آؤ ہم مل کر پڑھیں اللہ کا پیغام (حمدیہ دوہا)
میرے مالک دے مجھے ایک الگ پہچان — چٹانوں میں پھول ہوں پھولوں میں چٹان (حمدیہ دوہا)
آپؐ خدا کے نور ہیں عالم کے سردار — مجھ پر بھی کیجئے کرم خادم ہوں سرکارؐ (نعتیہ دوہا)
وقت پڑا تو غیر ہی آئے میرے کام — اپنا کوئی تھا نہیں لیتا کس سے کام (مردف دوہا)
دیپک بن کر راہ میں جل جانے کی سوچ — لمحہ لمحہ روشنی پھیلانے کی سوچ (مردف دوہا)
اجڑی اجڑی بستیاں ، سہمے سہمے لوگ — دنگوں میں مارے گئے کیسے کیسے لوگ (مردف دوہا)

ڈاکٹر فراز حامدی نے جہاں اردو دوہے کی الگ پہچان بنائی ہے وہیں انہوں نے یہ بھی کوشش کی ہے کہ ان پر ہندی کا مزاج اور زبان کا اثر و اسلوب بھی غالب رہے اور دوہے کا اصل رنگ ان کی تخلیقات سے جھلکے۔ملاحظہ ہو:

کب تک تو رکھ پائے گی تن کو من سے دور — گوری تیری مانگ میں آ بھر دوں سندور
یہ تو ایک دستور ہے، یہ تو ایک رواج — دنیا میں رہتا نہیں سدا کسی کا راج
سوکھی ٹہنی پر کبھی کھلتے نہیں گلاب — ہم سے ہی تم سیکھ لو چاہت کے آداب
تیری یادیں بھور تک رہتی ہیں بے چین — بستر پر سوتی نہیں پل بھر کو بھی رین

زبان اور ہیئت کے تجربوں کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر فراز حامدی کا ایک اور تجربہ ہے اپنے دوہوں میں ''کُرجاں'' کا استعمال۔کُرجاں راجستھانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے''راج ہنس''۔یہ لفظ راجستھانی لوک گیتوں میں پیغام رساں، مشیر یا دوست کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔فراز حامدی نے سب سے پہلے اس اصطلاح کو اردو زبان میں استعمال کیا ہے:

کُرجاں ان کا ذکر ہی بھر دیگا سب گھاؤ — مٹی جب اڑنے لگے لازم ہے چھڑکاؤ
میں تو ان کے ہجر میں دل سے ہوں مجبور — کرجاں چل تو ہی بتا، ساون کے دستور

ڈاکٹر فراز حامدی یوں تو دوہے، گیت، نظم و نثر نگاری پر یکساں عبور رکھتے ہیں لیکن بالخصوص وہ دوہے اور گیت کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔

www.khurshideqbal.com

ان کے دوہوں میں ایک سچے شاعر کا نہ صرف دل دھڑکتا ہے دکھائی دیتا ہے بلکہ ان کی اہمیت اس لئے بھی مستحکم ہے کہ اس صنف میں انہوں نے نِت نئے تجربات کئے ہیں جنہیں اردو زبان و ادب کے سرمائے میں گراں قدر اضافہ کہا جاسکتا ہے۔ امید ہے یہ مجموعہ دوہا نگاری میں ایک سنگ میل ثابت ہوگا۔

خورشید اقبال

۱/مئی ۲۰۰۴ء

Khurshid Eqbal
Galaxy Apartments, Flat No. 303
B. L. No. 5, H. No. 5,
Kankinara, North 24 Parganas
WB, 743126
India.